نقشِ آغاز

قومی و ملی یکجہتی کانفرنس

جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے مہتمم اور جمعیۃ علماء اسلام کے قائد حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کی دعوت پر ۲۴ مارچ ۱۹۹۵ء کو مختلف مکاتب فکر اور تمام مذہبی جماعتوں کے قائدین اور نمائندہ وفود نے قومی و ملی یکجہتی کانفرنس منعقدہ ہوٹل اسلام آباد میں شرکت کی قومی و ملی یکجہتی کونسل کے نام سے ایک وسیع تر اور مضبوط دینی اتحاد کا قیام عمل میں آیا جمعیۃ علماء پاکستان کے صدر مولانا احمد شاہ نورانی صدر اور مولانا سمیع الحق مدظلہ اس کے سیکرٹری جنرل منتخب ہوئے۔

تقریباً گذشتہ دو صدیوں سے پوری امت مسلمہ اپنی قسمت کے ایسے پھیر میں آئی ہوئی ہے کہ ہر صبح اس کے لیے ایک نیا فتنہ، ایک نئی آفت اور بعض اوقات فرقہ واریت کی آگ ہیں، دہشت گردی اور تشدد وبہیت کے ایسے ایسے فتنہ ہائے خفتہ جگا کر نمودار ہوتی ہے کہ انسانیت ہیبت کے رہ جاتی ہے اور ہر شام اپنے ساتھ درد والم، جبر واستبداد اور ظلم و بربریت کی ایک نئی تاریخی سانحہ لاتی ہے سیاسی طور پر کفر کی تمام طاقتیں اسے ہمیشہ کے لیے اپنا غلام بنا لینے کی فکر میں ہیں معاشی طور پر امت دنیا کے بہترین قدرتی وسائل سے مالامال ہونے کے باوجود غیروں کی سی دست نگر بنی ہوئی ہے اخلاقی طور پر اس نے وہ تمام اعلیٰ اوصاف گم کر دیئے ہیں جس نے کبھی اس کو دنیائے انسانیت کی امامت عطا کی تھی علمی طور پر اس کے دشمنوں کی طرف سے اس پر تابڑ توڑ حملے ہو رہے ہیں اور ذہنی طور پر یہ خود ان حملوں سے سہم کر فکر ونظر کے دوسرے راستے تلاش کرنے کی فکر میں ہے غرض جس پہلو سے بھی دیکھیے فتنوں کی ایک بارش ہے جو اس پر برس رہی ہے فرقہ واریت کی آگ ہے جو اس پر لپیٹی چلی آرہی ہے اور اسے جلا کر خاکستر بنا دینا چاہتی ہے پاکستان ایک نظریاتی مملکت ہونے کے پیش نظر اس کا سب سے پہلا ہدف ہے جہاد افغانستان، جہاد کشمیر، دینی مدارس، اسلامی نظام تعلیم اور آزاد دینی اداروں اور مذہبی تنظیموں کے وسیع تر دینی کاموں اور اسلامی انقلاب کے کارکنوں کا راستہ فوجوں کی یلغار سے نہیں روکا جاسکتا تھا اس کا ایک حل تھا کہ انہیں آپس میں ٹکرا دو، دینی جذبہ، جہادی عزائم اور اعلاء کلمۃ الحق کے لیے قربان ہونے والی بہترین صلاحیتیں اسی عنوان اور اسی نظریے سے گروہی مسلکی حزبی خود ساختہ اور نام نہاد دینی تصورات کے مصرف میں لگا دی جائیں، امت باہم مشت وگریباں ہو۔

ہیں آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ خانہ جنگیوں میں مصروف کر دیا جائے جاہ و اقتدار کے لیے آپس میں ...ابیوں کے ساتھ ساتھ علمی اور دینی سطح پر بھی ان کی بہت سی قیمتی توانائیاں اصل دشمن کا مقابلہ کرنے کے ...بائے ان فروعی مسائل پر جھگڑوں میں صرف کر دی جائیں جو نہ کبھی طے ہوئے ہیں اور نہ ہو سکتے ہیں ان چھوٹی چھوٹی ...توں پر وہ ایک دوسرے کا گریبان تھامنے، کیچڑ اچھالنے، طعن و تشنیع کا ہدف بنانے اور بہ حالات موجودہ ...زورت پڑنے تو کلاشنکوف سے بھون ڈالنے کے جدید کلچر میں اس قدر محو کر دیا جائے کہ ملت اسلامیہ کے ...صل مسائل ان کی نظروں سے اوجھل رہیں اور اصول دین کا میدان وہ اپنے دشمنوں کی یلغار کے لیے خالی چھوڑ دیں۔

چنانچہ کفر کی طاغوتی طاقتیں اپنے مشن میں کامیاب ہوئیں باطل اور ظلم و تشدد اور کفر کے یلغار کے خلاف اٹھنے والے ہاتھوں نے اپنے بزرگوں اور اپنے ہی مسلمانوں کے گریبان پھاڑ ڈالے دیکھتے ہی دیکھتے ملک میں فتنہ بازی اور فرقہ واریت کے عفریت کیسے کیسے علماء، قائدین، مبلغین، مجاہدین اور نونہالانِ ملت کو نگل دیا۔ ایک حدیث میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش گوئی فرمائی تھی کہ ایک زمانے میں تمہارے گھروں میں فتنے اس طرح نازل ہوں گے جس طرح بارش کے قطرے گرتے ہیں آج وہ نبوی پیشگوئی حرف بہ حرف پورا ہوتے نظر آ رہی ہے۔

اور اب امت ایک بھٹکے ہوئے مسافر کی طرح ایک خطرناک چوراہے پر آ کھڑی ہے جس کے چاروں طرف آگ ہی آگ ہے اور اسے کوئی مستقل پناہ میسر نہیں آگ بجھانے کی تدبیریں ایک ایک کر کے آزمائی گئیں مگر آگ ہے کہ بڑھتی چلی جا رہی ہے اور بدقسمتی سے جن کی ذمہ داری تھی کہ وہ خود کو بھی آگ سے بچالیں اور اپنے پیروکاروں کو بھی، بلکہ آگے بڑھ کر آگ کو بجھائیں۔ مگر بدقسمتی کہ انہی ذمہ دارانِ قوم و ملت سے دانستہ یا نادانستہ طور پر جلتی پر تیل چھڑکانے کا کردار ادا کرایا جا رہا ہے۔ ایسے حالات میں ضرورت تھی کہ بہی خواہانِ امت، زعماء قوم اور غمگساران ملت، امت کو ایک ایسا لائحہ عمل دیں کہ پھر سے ساری امت متحد اور منظم ہو کر پوری بیدار مغزی کے ساتھ ان تمام فتنوں، سازشوں اور عالمی دہشت گردی کا مقابلہ کرے جو براہ راست دین کے اصولوں پر حملہ آور ہیں جو ملت اسلامیہ کے وجود کو جلا کر خاکستر بنا دینا چاہتے ہیں جو ملک کی نظریاتی اساس کے لیے مہلک اور اس کے وجود کو ہمیشہ کے لیے ختم کر دینے کے درپے ہیں۔

اتفاق واتحاد اور باہمی ربط واعتماد کی اس ضرورت کو تمام مکاتب فکر کے زعماء بڑی شدت سے محسوس کر رہے تھے اور واقعہ بھی یہ ایک ایسی ضرورت ہے جس کے بارے میں آج تک کسی کو کلام نہیں ہوا شاید ہی کوئی مسلمان ایسا ہو جو ان جھگڑوں، باہمی انتشار اور کشت وخون کو امت کے لیے مضر اور خطرناک نہ سمجھتا ہو۔ چنانچہ بعض موثر حلقوں کی جانب سے اس سلسلہ میں قدم اٹھائے بھی گئے کچھ پیش رفت کا نام بھی لیا گیا اور اپنی حد تک کوششیں جاری رہیں مگر بدقسمتی سے منزل مقصود دور سے دور تر ہوتی چلی گئی اور اس سب کچھ کے باوجود بھی انتشار وافتراق کی صورت المناک سے المناک تر ہوگئی۔

حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ بھی کافی عرصہ سے اس صورت حال سے آگاہ تھے اور اپنے تئیں بے چین رہتے تھے، موجودہ حالات میں فرقہ واریت کے عنوان سے عالمی دہشت گردی کے عفریت کو لگام ڈالنے اور اسے کھلا کھیل کھیلنے سے روک دینے کا واحد راستہ یہی تھا کہ مذہبی قوتیں اور دینی جماعتیں غم آشیاں کے بجائے "چمن بچاؤ" کے نظریہ اور لائحہ عمل پر کاربند ہوں اگر غم آشیاں کی فکر کو اصول دین سمجھ لیا جائے تو چمن کو آگ لگنے سے آشیاں کے جلانے میں وہ پتے بھی ہوا دینے لگتے ہیں جن پر آشیانہ قائم ہوتا ہے۔ مولانا سمیع الحق صاحب سمجھتے تھے اور ان کے لیے یہ بات حد درجہ تشویشناک تھی کہ جس اختلاف کو اس "چمن کی زیبائش" کا سبب بننا چاہیے تھا وہ اس کی بربادی کا سبب بن رہا ہے جس اختلاف کو امت کے لیے "رحمت" قرار دیا گیا تھا آج اسے امت نے اپنے لیے "زحمت" بنالیا ہے اختلاف رائے کو "جھگڑے" کا ہم معنیٰ سمجھ کر آپس کی خانہ جنگیوں میں مبتلا ہوگئے اور نوبت بہ ایں جا رسید کہ آج دین، دیندار، اور دینی جماعتیں، دہشت گردی کے عنوان سے متعارف ہونے لگیں ہیں اور دین کے بنیادی مقاصد بری طرح مجروح ہو رہے ہیں۔ اس تکلیف دہ صورت حال کے پیش نظر انہوں نے اولاً انفرادی طور پر تمام مکاتب فکر کے قائدین اور علماء سے رابطہ کیا تمام صورتِ حال اور دردِ دل ان کے سامنے رکھا اتحاد کی ضرورت اور مشترکہ لائحہ عمل اختیار کرنے کی دعوت دی اور خدا کا شکر کہ وہ اس میں کامیاب ہوگئے۔ کہ یہ سب کی دل کی آواز تھی، کانفرنس اور اس میں زعماء کے تقاریر وبیانات، مشترکہ لائحہ عمل اسی کا آئینہ دار ہے۔

مولانا سمیع الحق نے اپنے خطبۂ استقبالیہ میں فرقہ واریت کی موجودہ اذیت ناک اور تکلیف دہ صورتحال سے بچنے اور مسلمانوں کو متحد کرکے دین کے بنیادی مقاصد پر متوجہ کرنے کے لیے دس نکاتی فارمولا پیش کیا (جو شریک اشاعت ہے) سب نے اس کو سراہا اور اسی کی روشنی میں مستقبل کا متفقہ لائحہ عمل تیار کیا گیا۔

جہاں تک فروعات میں اختلافِ رائے کا تعلق ہے اس کا ختم ہوجانا نہ معقول ہے اور نہ ممکن فروعی مسائل میں اختلاف ہرگز مذموم نہیں یہ اختلافات تو حضرات صحابہ کرامؓ کے زمانے سے چلے آرہے ہیں اور چودہ سو سالہ تاریخ کا کوئی موڑ اس سے خالی نہیں رہا، بلکہ سب جانتے ہیں اور سب کو اس حقیقت کا اعتراف بھی ہے کہ رائے میں اختلاف (جب شرعی حدود کے اندر ہو) امت کی فکری بیداری اور علمی عروج و کمال پر دلالت کرتا ہے اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ جب تک مسلمانوں میں فکر اور عقل و دیانت کی صلاحیتیں موجود ہیں اس وقت تک ان اختلافات کا مٹنا ممکن ہی نہیں ۔

جب کہ دین کے بنیادی اصول میں کوئی اختلاف نہیں، مولانا سمیع الحق مدظلہ کے دس نکاتی فارمولے میں انہی بنیادی اصولوں اور سب کے ہاں متفقہ قدرِ مشترک پر دعوت اتحاد دی گئی ہے جسے سب نے قبول کرلیا ہے ـــــ ہم اس موقع پر اتحاد کے داعی سمیت تمام مکاتب فکر کے قائدین اور زعمار قوم اور افراد ملت کی خدمت میں ہدیہ تبریک پیش کرتے ہیں اسے ملک و قوم اور عالم اسلام کے لیے ایک بروقت اقدام اور اہم ضرورت قرار دیتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ اس امر کی طرف بھی توجہ دلاتے ہیں کہ اگر خدانخواستہ اتحاد اور وحدتِ امت کی اس بروقت ضرورت سے تساہل اور غفلت برتی گئی یا کسی نے اعراض کیا وقت کی دردناک صورت حال اور پکار پر لبیک نہ کہا گیا تو ہمارا انجام بھی بڑا ہولناک ہوگا اور اس کے مرتکبین تاریخ میں میر جعفر اور میر صادق کا نقشِ ثانی بن کر رہ جائیں گے مسلمانوں کی تاریخ کے صفحات بھی اس قسم کے واقعات سے لبریز ہیں کہ جب بھی فروعی مسائل پر معرکے گرم ہوئے ہیں تو ہمیشہ کسی "فتنہ" تاتار نے ان سے فائدہ اٹھایا ہے اور پھر بعض اوقات تو ملکوں کے ملک اور قومیں کی قومیں عبرتوں اور حسرتوں کی داستان بن کر رہ گئی ہیں اگر خدانخواستہ یہاں بھی اسی مذموم تاریخ کو دہرایا گیا تو پھر آنسو بہانے اور آہیں بھرنے کے سوا کچھ نہیں کیا جاسکے گا ۔

(عبدالقیوم حقانی)